جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

The Educational Methods for Children in the Cyber World from the Perspective of the Qurʾān and Sunnah

Muḥammad Fikūrī [1] and **Khādim Ḥusayn Jāwīd** [2]
1. Ph.D Scholar in Humanities (Specialization in Qur'an and Education).
E-mail: mfakoori1370@chmail.ir
2. PhD Scholar, Department of Tafsir and Qur'anic Sciences, Al-Mustafa International University.
E-mail: Njavid_61@yahoo.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
3 October 2025
Received in revised:
12 October 2025
Accepted:
25 November 2025
Available online:
2 December 2025

Keywords:
Educational Methods; Moral Upbringing of Children; Reforming the Child's Environment; Cyberspace

ABSTRACT

In the contemporary era, where the vast expansion of the cyber world and its deep influence on daily life can no longer be denied, parents are increasingly concerned about the upbringing of their children. Social media, as an attractive and ever-present domain, can easily become a source of intellectual and cultural deviation. Therefore, parents seek effective educational approaches grounded in the principles of the Qurʾān and Sunnah. Such approaches not only equip parents and children with strong resistance against irrational ideas but also help create a peaceful and secure environment for their holistic development. Educational methods, in this regard, can be divided into preventive and remedial strategies. Preventive methods include: making children aware of the dangers of cyberspace; introducing suitable family models; fostering emotional connections with religious and spiritual institutions; and promoting chastity and moral integrity among children. These measures enable children to discern between right and wrong in the digital realm and protect them from moral and ideological deviation. Similarly, enhancing social and interpersonal skills within the home environment contributes to creating a supportive and peaceful atmosphere for children. On the other hand, remedial methods include deleting inappropriate images and content, providing safe and suitable alternative platforms, developing critical thinking skills, and avoiding hasty trust in unreliable online sources. These methods empower parents to effectively face the challenges of cyberspace and guide their children toward a path of sound growth and development. This study, conducted through a descriptive-analytical method and based on library and digital data, concludes with findings that can assist parents in educating their children within the digital age. Ultimately, the implementation of these Qurʾān- and Sunnah-based methods can help establish a balanced and peaceful educational environment for children, both in the virtual and real worlds

Cite this article: Fikūrī & Jāwīd. (2026). The Educational Methods for Children in the Cyber World from the Perspective of the Qurʾān and Sunnah.

New Horizons in Quranic Studies, 1 (2), 69-98

CC BY © The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

قرآن وسنت کی رو سے سایبری دنیا میں بچوں کی تربیتی روش*

محمد فکوری[1] اور خادم حسین جاوید[2]

CC BY

اشاریہ

عصر حاضر میں، جہاں سایبری دنیا کی وسعت اور اس کے روزمرہ زندگی پر گہرے اثرات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، وہاں والدین اولاد کی تربیت کے حوالے سے بھی تشویش میں نمایاں اضافہ ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ سوشل میڈیا، ایک نیا اور پرکشش میدان ہونے کے ناطے، باآسانی فکری و ثقافتی انحرافات کا باعث بن سکتا ہے۔ اسی لیے والدین کو ایسے مؤثر طریقوں کی تلاش کرنی چاہئے جو قرآن اور سنت کے اصولوں کی بنیاد پر تیار کیے گئے ہوں۔ تربیتی طریقے دو حصے روک تھام اور علاج میں تقسیم ہوتے ہیں: روک تھام کے طریقے جیسے بچوں کو سائبر اسپیس کے خطرات سے آگاہی دلانا، گھریلو ماحول کے لئے مناسب نمونے کی معرفی، دینی اور مذہبی مراکز سے احساساتی تعلق قائم کرنا، اور بچوں میں پاکدامنی کو فروغ دینا۔ اسی طرح، گھریلو ماحول میں اجتماعی اور تعلقاتی مہارتوں کو بڑھانا بچوں کے لیے ایک حمایتی اور پر امن ماحول کی تشکیل میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف، علاج کے طریقے میں نازیبا تصاویر کو حذف کرنا، متبادل سالم اور مناسب پلیٹ فارمز کا فراہم کرنا، تنقیدی سوچ کو فروغ دینا اور غیر معتبر ذرائع پر جلد اعتماد کرنے سے گریز شامل ہے۔ یہ تحقیق وضاحتی اور تجزیاتی طریقے کے ساتھ لائبریری اور سافٹ ویئر مواد کے جمع کرنے کے ذریعے ایسے نتائج تک پہنچی ہے جو والدین کو ڈیجیٹل دور میں بچوں کی تربیت میں مدد دے سکتے ہیں۔ در نہایت، ان طریقوں کے نفاذ سے سائبر اور حقیقی دنیا میں بچوں کے لیے ایک پر امن اور متوازن تربیتی ماحول قائم کیا جا سکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: تربیتی طریقہ، بچوں کے ماحول کی اصلاح، سائبر اسپیس۔

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱۰/۳ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۵/۱۱/۲۵

۱. پی ایچ ڈی اسکالر، ہومینٹیز (قرآن اور تربیت)۔(mfakoori1370@chmail.ir).

۲. پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ تفسیر وعلوم قرآن، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی۔(Njavid_61@yahoo.com).

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تمہید

گھر اور خاندان وہ پہلا میدان ہے جو انسان کو اپنے ماحول، تعلقات اور مناسبات کے ذریعے متاثر کرتا ہے۔ اس ماحول میں اور خاص طور پر اس کے انسانی عوامل میں بہت زیادہ مؤثر ہے؛ اور بچے میں تاثیر پذیری کا جذبہ اور گھریلو ماحول کے اندر احساساتی تعلقات کو مزید بڑھا دیتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کے لئے ابتدائی سال بہت اہم ہوتے ہیں؛ کیونکہ اسی دوران بچے کی جسمانی، احساساتی، اخلاقی اور عقلی ساخت تیار ہوتی ہے۔ بچہ گھریلو ماحول میں آنکھ کھولتا ہے اور اپنی عادتیں و اخلاق کو والدین سے سیکھتا ہے اور اسی سے انسانی اور احساساتی تعلقات جنم لیتے ہیں۔ والدین بچے کی تربیت اور کفالت کو اہمیت دیتے ہیں اور بچہ تقلید کی خواہش کی وجہ سے گھریلو ماحول کے تحت تاثیر قرار پاتا ہے۔ گھریلو مختلف عوامل جیسے مالی حالت، صحت کی سہولیات تک رسائی، روشنی، صفائی اور سالم غذا بچے کی جسمانی نشونما پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

بچہ مادری زبان کو گفتگو، سوالات اور دیکھنے کے ذریعے سیکھتا ہے، اور اس طرح اہلخانہ کے خیالات اور نظریات کو جذب کرتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کا رفتار، کردار گھریلو افراد کے برتاو سے متاثر ہوتا ہے۔ والدین نہ صرف بچے کے لئے ایک پناہ گاہ اور محافظ ہوتے ہیں بلکہ اس کے پہلے استاد اور انکے لئے نمونہ عمل بھی ہوتے ہیں۔ (دلشاد تہرانی، ۱۳۹۳، ص۱۱۸)

خدا نے قرآن میں مسلمانوں نوجوانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ایسی معاشرتی اور ماحولیاتی زندگی گزاریں جو انہیں جنسی خواہشات پر قابو پانے میں مدد دے اور انہیں ایسی چیزوں سے دور رکھے جو ان کی جنسی جبلت کو ابھارنے اور تحریک دینے کا سبب بنیں۔ (عباس نژاد، قرآن، روانشناسی و علوم تربیتی، ۲۵۹)

انحراف کے اہم ترین عوامل میں سے ایک نوجوان کو فحش فلموں، تصاویر، سائٹس اور ویلاگز کے سامنے آنا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: «إِذَا غَلَبَتْ عَلَيْكُمْ أَهْوَاؤُكُمْ أَوْرَدَتْكُمْ مَوَارِدَ الْهَلَكَةِ. (لیثی واسطی، ۱۳۷۶، ص۱۳۵) اگر ہوس اور شہوات تم پر غالب آ جائیں تو یہ تمہیں تباہ کر دیں گی۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ آلودہ اور غیر اخلاقی ماحول سے پرہیز کریں تاکہ انحراف کے امکانات کو ختم کیا جا سکے۔

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام ناپاک ماحول سے دور رہنے کے بارے میں فرماتے ہیں: «واحْذَرِ مَنازِلَ الغَفْلَةِ والجَفاءِ وقِلَّةَ الأعوانِ على طاعَةِ اللّه.» (احمدی میانجی، ج۲؛ ص۳۳۳، و نامہ ۶۹.) خبردار رہو اُن گھروں سے جو غفلت پیدا کرتے ہیں اور خدا کی اطاعت میں مدد کو کم کر دیتے ہیں۔ ایسے گھر غفلت آور ہوتے ہیں جہاں انسان خواہشات میں غرق ہو جائے اور وہاں اولاد کی معنوی تربیت کی پرورش نہ ہو۔

اس حوالے سے والدین کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے گھر کو انحرافی ماحول اور حالات سے پاک رکھیں اور ساتھ ہی اپنے بچوں پر بھی نظر رکھیں کہ وہ اپنے دوستوں کے گھر جہاں جاتے ہیں، کیا اُن کے گھر کا ماحول انحرافی عوامل سے پاک ہیں؟ اور تیسری بات یہ کہ بہت سی انحرافات اور خرافات کی جڑ گھریلو تعلقات اور رہن سہن سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں، جہاں سکون، محبت اور الفت انحرفات کی زد میں ہو تو، وہاں ناہنجاریاں جنم لیتی ہیں۔

فرد کے عقائد کی جڑ گھر میں ہی جنم لیتی ہیں اور گھریلو ماحول میں ہی پروان چڑھتے ہیں یہاں تک کہ بچہ گھر والوں کا دین قبول کرتا ہے اور اسی کے نتیجے میں اس کے خیالات اور رویے بنتے ہیں، جیسا کہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

«كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَ يُنَصِّرَانِهِ، وَ يُمَجِّسَانِهِ.» (ابن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج۲، صص ۲۷۵، ۳۹۳.)

نومولود فطرتِ الٰہی کے مطابق پیدا ہوتا ہے، پھر والدین اسے دینِ یہود، نصاریٰ یا زرتشتی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ اسی لئے تو گھر سب سے اہم تربیتی ماحول فراہم کرتا ہے، جیسا کہ حالات کا تقاضا ہوتا ہے اور فرد کی شخصیت کی بنیاد وہاں سے ہی بنتی ہے۔

لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کی پرورش کے لیے ماحول میں خاص شرائط کا خیال رکھیں، کیونکہ ماحول بچے کی اصلاح اور اُس کی درست نشوونما کے اہم ترین ذرائع میں سے ایک ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اس ماحول میں مناسب فضا سازی کریں۔

ماحول سے مراد وہ سب کچھ ہے جس میں بچہ پرورش پاتا ہے اور جس کا اس کے اوپر اثر ہوتا ہے۔ مثلاً صرف گھر کی چار دیواری نہیں بلکہ وہ ورچوئل ماحول بھی جس میں بچہ ہوتا

ہے، اس کی تربیتی جگہ ہی شمار ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، تمام عام بیرونی اسباب جو انسان کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔

پس منظر

زیرِ بحث عنوان کے حوالے سے کی جانے والی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر خاص طور پر کوئی جامع تحقیق یا مطالعہ انجام نہیں پایا ہے۔ اس تحقیق کا انجام دینا اس میدان میں موجود خلا کو پُر کر سکتا ہے، اور یہی اس تحقیق کی ایک اہم خصوصیت شمار ہوتی ہے۔ بعض کتابوں میں بچوں کی تربیتی روش پر بات کی گئی ہے، لیکن انسان اس پہلو جو سائبر اسپیس کے تناظر میں ہو اور جہاں ہر پل اور فیملی میں بچے اس سے متاثر ہو رہے ہوں ، خاص اہمیت کے باوجود نظر انداز ہوا ہے۔

کتاب "من دیگر ما" مصنف عباسی ولدی، جسے سال ۱۳۹۶ میں تین جلدوں میں شائع کیا گیا (عباسی ولدی، ۱۳۹۶، ۲۶) اور کتاب "فرزندت را فالو کن" مصنف سلمان ہاشمیان، جس کا تیسرا ایڈیشن سال ۱۴۰۰ میں شائع ہوا، میں بچوں کی تربیت کی مہارتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب میں پانچ ابواب شامل ہیں جو بالترتیب ہیں: میڈیا کی تربیت، گھر میں میڈیا کی مدیریت کے اصول، میڈیا کے استعمال کا طور، طریقہ، میڈیا اور اس کی حفاظتی ذریعہ (Vaccination))، اور "زندگی میں واپس آئیں" (ہاشمیان، ۱۴۰۰، ۳۲)۔

اس کتاب سے بھی سائبر اسپیس میں بچوں کے کنڑول کے حوالے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اگرچہ اس کا اسلوب آیات اور روایات پر مبنی نہیں ہیں۔ مصنف کا ایک مقالہ بعنوان "فضای مجازی کے مقابلے میں بچوں کی جنسی تربیت میں معرفت افزائی کا طریقہ کار، آیات و روایات پر تاکید کے ساتھ " پہلی انسانی علوم کی کانفرنس میں شائع ہوا ہے، جس میں تربیت پانے والوں کی نشوونما کے لیے معرفت افزا طریقوں پر بات کی گئی ہے (فکوری، ۱۴۰۳، ۸)۔

مفاہیم

اس تحقیق میں ہم نے دو ایسے الفاظ کے تصور کی وضاحت کی ہے جو مسئلہ حل کرنے میں ضروری ہیں۔

۱. سایبر دنیا (Cyberspace)

عام طور پر دنیا سے مراد وہی فضا مراد ہے اور فضا کا تصور، مکان کے تصور کے مقابلے میں بیان کیا جاتا ہے۔ درحقیقت، فضا ہر جگہ پر دلالت کرتی ہے جبکہ مکان کسی خاص جگہ کی نشاندہی کرتا ہے، اور اسی وجہ سے ہر

جگہ کا تصور کرنا کسی مخصوص جگہ کے تصور سے کہیں زیادہ مشکل ہوتا ہے۔" (گل محمدی، ۱۳۹۶، ۴۴.) اس لیے «سائبر نیٹک» کا تصور مربوط کمپیوٹر سپر ٹیکنالوجیز کے کنٹرول سسٹمز، نئی ٹیکنالوجی اور مصنوعی حقائق کے منظّم حصول اور کنٹرول کی حکمت عملیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔» (سیاح و ہمکاران، ۱۳۹۵، ۲)

سائبر لفظ کا ایک اور استعمال ایک مختلف تصور کے ساتھ ہوتا ہے جسے سائبر آرگنزم « Cyber Organism » کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح مشینری اور موجود زندہ کے امتزاج اور فطرت، معاشرہ اور ٹیکنالوجی کے درمیان تعلق کا نتیجہ ہے۔(علیدادی، ۱۴۰۲، ۴۹) چونکہ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ "سائبر اسپیس ایک وسیع میدان بنتا جا رہا ہے جو انسانوں اور مشینوں کے درمیان تعامل کا کردار نبھا رہا ہے، جو انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے بنیادی ذرائع کے ذریعے قائم کیا گیا ہے اور مسلسل ترقی کے راستے پر مختلف خدمات صارفین کو فراہم کر رہا ہے۔

۲. تربیتی روش

تربیتی روشیں اس طرح سے ترتیب دیے جانے چاہئیں کہ نہ صرف سائبر اسپیس کے چیلنجز کو مد نظر رکھیں بلکہ دینی اور ثقافتی اقدار اور تعلیمات کی بنیاد پر بھی مضبوط ہوں۔ یہ نقطہ نظر ایک بیدار، ذمہ دار اور پرانگیز نسل کی تشکیل میں مدد دیتا ہے جو ماڈرن دنیا کے چیلنجز کا مؤثر طریقے سے مقابلہ کر سکے۔ لہٰذا تربیتی روشیں؛ وہ اختیاری اور مناسب سرگرمیاں (روشیں، اسالیب) ہیں جو اصولوں اور مبانی سے ماخوذ ہوتی ہیں اور تربیت پذیر کو تربیتی مقاصد تک پہنچانے کے لیے کی جاتی ہیں۔ (فکوری، ۱۴۰۳، ص۱۰۹)

اس تعریف کی بنیاد پر سائبر اسپیس میں بچوں کی تربیت کے لیے مناسب روشیں متعارف کرائی جا سکتی ہیں۔

تربیتی روش کی تقسیمات

تعلیمی روشیں قرآن کی تعلیمات کی بنیاد پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیے جاتی ہیں: علاجی اور احتیاطی۔ یہ تقسیم اس لیے اہم ہے کیونکہ دونوں نقطہ نظر بچوں کی صحیح تربیت اور ذہنی اور اجتماعی حفاظت کے لیے ضروری ہیں۔اس تقسیم کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان کی آیت ۷۴ میں فرماتا ہے:

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

«وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا» یہ گناہوں اور بدرفتاری سے دوری کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ آیت غیر مستقیم طور پر انسانوں کی زندگی میں علاج کے طریقہ کار کی طرف اشارہ کر سکتی ہے، چند وجوہات کی بنا پر:

۱. **انتخاب کا شعور**: «زور» اور «لغو» سے دوری فرد کے شعور اور ذاتی انتخاب کی نشاندہی کرتی ہے۔ جو لوگ گناہوں سے دور رہتے ہیں، وہ قدرتی طور پر صحیح،سالم اور مثبت انتخاب کی طرف جاتے ہیں، جو ان کی روحی اور روانی حالت کو بہتر بناتا ہے۔

۲. **شخصیت اور خود شناسی کی تقویت**: خدا کے خاص بندے قرآن کی آیات پر غور اور تدبر کرتے ہوئے اپنی شخصیت اور خود شناسی کو مضبوط بناتے ہیں اور اخلاقی اصولوں کے پابند ہوتے ہیں۔ یہ رویہ ان میں خود اعتمادی اور عزت نفس کو بڑھاتا ہے۔ (رضایی اصفہانی، ج ۱۴، ۳۲۳)

۳. **منفی اثرات سے اجتناب**: جو لوگ غلط ماحول اور حالات سے دور رہتے ہیں، وہ خود کو منفی اور نقصان دہ اثرات سے بچاتے ہیں، جو ان کو ذہنی اور معاشرتی طور پر مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ (طبرسی، ج ۱۷، ص ۲۲۹)

۴. **سالم تعلقات قائم کرنا**: ایسا رویہ جیسے «عزت کے ساتھ برتاؤ کرنا» خود اور دوسروں کی عزت کو برقرار رکھنے کا نام ہے۔ یہ طریقہ فردی اور اجتماعی زندگی میں درست اور مثبت تعلقات قائم کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ پس، یہ آیت مجموعی طور پر زندگی میں درست انتخاب اور موثر رفتار کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے، جو افراد کی روحی اور نفسیاتی صحت کی تندرستی اور علاج میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

لیکن وہ آیات جو گناہوں اور فساد کی روک تھام کی اہمیت پر زور دیتی ہیں: «انّ الّذین یحبّون ان تشیع الفاحشة فی الّذین آمنوا لهم عذابٌ الیمٌ فی الدّنیا و الآخرة و الله یعلم و انتم لاتعلمون» (نور: ۱۹) " بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیل جائے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

افشائے فساد کے نتائج: یہ آیت واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ بدکاری اور فساد، ایمان والوں کے درمیان پھیل جائے، انہیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ فساد اور گناہ صرف فرد پر نہیں بلکہ پورے معاشرے پر منفی اثرات چھوڑتے ہیں۔

۱. **الٰہی عذاب:** دنیا اور آخرت میں عذاب کا ذکر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ گناہوں اور فساد کے نتائج صرف دنیوی زندگی تک محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی سخت عذاب ان لوگوں کے منتظر ہیں جو فساد پھیلاتے ہیں۔ یہ بات ممکن ہے لوگوں کو متحرک کر سکتی ہے کہ وہ گناہوں سے دور رہیں اور معاشرے کی پاکیزگی کے تحفظ کے لئے کوشش کریں۔

۲. **الٰہی علم:** آیت کے آخری حصے میں کہا گیا ہے ""**وَأَللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ**" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خداوند ہر چیز سے باخبر ہے جبکہ انسان اپنے اعمال کے نتائج سے ناواقف ہو سکتا ہے۔ یہ الٰہی علم افراد کو گناہوں سے بچاؤ کی ترغیب دے سکتا ہے۔ (مکارم شیرازی، ج ۱۴، ۴۰۴)

یہ آیت واضح طور پر گناہوں اور فساد کی روک تھام کی اہمیت کو بیان کرتی ہے اور دکھاتی ہے کہ ہر فرد کی اخلاق کی حفاظت اور معاشرے میں برائی کے پھیلاؤ کو روکنے کی ذمہ داری بہت اہم ہے۔

لہٰذا قرآن کی روشنی میں تربیتی روشوں کا علاجی اور احتیاطی میں تقسیم کرنا اس لیے ہے کیونکہ دونوں روش میں فرد اور جامعے کی نفسیاتی اور اخلاقی سلامتی کی محافظت، در حقیقت ترقی کی راہ کے لیے مناسب ماحول فراہم کرنے میں اہم کردار ہے۔ یہ تقسیم نہ صرف کمزوریوں کی شناخت اور ان کے حل میں مدد دیتی ہے بلکہ مسائل کے پیدا ہونے سے بھی بچاتی ہے۔

۱. پیشگیری (احتیاط) کرنے کی روش

اس قسم کی تربیت میں پیشگیری کی روشوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے، یعنی وہ تمام مفید طریقے جو قرآن اور سنت کی روشنی میں سائبر دنیا کے چیلنجز سے پہلے اپنائے جائیں۔ البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر ان طریقوں کو علاجی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا طریقوں کی اقسام کا جائزہ لینا اہم ہے، اور ذیل میں احتیاطی تدابیر (پیشگیری) کی روشوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۱-۱. بصیرت فراہم کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ذات میں ادراکی قوت رکھی ہے، جسے مضبوط کر کے انسان اپنی صلاحیتوں کو نکھار سکتا ہے۔ کیونکہ جتنا زیادہ انسان دنیا کے بارے میں جانتا ہے، اتنا ہی اس کی معنویت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیارے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الٰہی معرفت حاصل کرنے کو اچھے کردار کا پھل، برکتوں کا باعث اور گمراہیوں سے بچاؤ کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں: «مَنْ عَرَفَ اللَّهَ وَ عَظَّمَهُ مَنَعَ فَاهُ مِنَ الْكَلَامِ وَ بَطْنَهُ مِنَ الطَّعَامِ وَ عَفَا نَفْسَهُ بِالصِّيَامِ وَ الْقِيَامِ» جو شخص اللہ کو پہچانتا ہے اور اس کی بزرگی کا ادراک کرتا ہے، وہ اپنی زبان کو بے جا باتوں سے روک لیتا ہے، اپنے پیٹ کو زیادہ اور حرام کھانے سے بچاتا ہے، اور روزہ اور نماز کے ذریعے اپنی نفس کو پاکیزگی کرتا ہے۔ (کلینی، ۱۳۶۳، ج ۲، ص ۲۳۷).

اسی سلسلے میں امیرالمؤمنین (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

"ألعلم يهتف بالعمل فإن أجابه و إلّا إرتحل" علم عمل کی پکار ہے، اگر اس نے عمل کی دعوت قبول کی تو علم باقی رہتا ہے ورنہ چلا جاتا ہے؛ علم عمل کے ساتھ ہوتا ہے اور جو واقعی عالم ہوتا ہے وہ عمل کرتا ہے۔ علم عمل کو بلاتا ہے، اگر اس نے جواب دیا اور عمل شروع کیا تو علم باقی رہتا ہے، ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے (تمیمی آمدی، ۱۳۶۶، ص ۴۵).

تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہم ہمیشہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انسانی فکر اور فہم ہی انسان کے کردار کی رہنمائی کرتے ہیں۔ بعض افراد مضبوط سوچ اور علم رکھنے کے باوجود ایسے اعمال کرتے ہیں جو ان کے علم و آگاہی کے مطابق نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی رفتار اور کردار صرف عقلی یا ادراکی پہلو پر مبنی نہیں ہوتے، بلکہ ان میں تحریکی اور رغبت کے عناصر بھی شامل ہوتے ہیں جو غیر ادراکی عوامل سے متاثر ہوتے ہیں۔

اکثر مواقع پر منفی رجحانات یا شہوت و غضب کا غلبہ، ادراکی (علمی) اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ لہٰذا، اگر علم اور معرفت ہمیشہ اخلاقی رویے کا سبب نہیں بنتے، تو اس کی وجہ یا تو غیر ادراکی متغیرات کی مداخلت ہوتی ہے، یا پھر علم کا سطحی اور غیر مستحکم ہونا ہے۔ (رزاقی، ۱۳۸۷، ص ۱۷۳).

والدین کو چاہیے کہ وہ مجازی دنیا میں موجود انحرافات کو پہچانیں تاکہ اپنے بچوں کا خیال رکھ سکیں۔ جتنا اللہ کی معرفت اور تربیت زیادہ ہوگی، اتنے ہی گناہ میں کم گرفتار ہونگے۔ اگر خدا کی معرفت یقین کے اعلیٰ ترین

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

حد تک پہنچ جائے تو انحرافات ختم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا، خداوند باری تعالی صرف علمی یقین پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ عمل اور اس کے تقاضوں پر بھی توجہ کرتا ہے۔ (جوادپور، ۱۳۸۹، ص۱۶۱). اور اس قوم کی سخت مذمت کرتا ہے جو یقین رکھتے تھے لیکن اپنے یقین پر قائم نہ رہے :« وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْماً وَ عُلُوًّا؛» (نمل، ۱۴). لہٰذا جنسی تربیت میں صحیح آگاہی حاصل کر کے بچوں کے لیے سائبر اسپیس کو قابو میں رکھنا چاہیے، نہ کہ صرف کچھ معلومات حاصل کرنا کافی سمجھا جائے، بلکہ اسے عملی جامہ پہنانا بھی اپنانا ضروری ہے۔

۲-۱. گھر میں نمونہ عمل کی معرفی

بچے کے لیے والدین سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مانوس چہرے ہوتے ہیں جن سے بچہ روبرو ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ بچہ والدین کا مقام اور اپنے لئے انکی ضرورت کی شدت کو سمجھنے لگتا ہے اور ان کے ساتھ محبت کرنے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے بچہ اپنے والدین کو سب سے بہترین، خیر خواہ اور اپنی زندگی میں باثر لوگ سمجھتا ہے جنہیں وہ اپنی زندگی کا نمونہ یا الگو بنا سکتا ہے اور ان کے رفتار کی پیروی کر سکتا ہے۔ (امینی، اسلام و تعلیم و تربیت، ص ۱۰۲ - ۱۰۳)

اسی لیے قرآن والدین کے کلیدی کردار پر خاص توجہ دیتا ہے اور چند آیات میں اس مسئلے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام والدین کے کردار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خداوند سے عرض کرتے ہیں:«وَ لاَ يَلِدُوا إِلاَّ فَاجِراً » (نوح، ۲۷). یہ لوگ سوائے فاجر اور کافر کے پیدا ہی نہیں کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم نوح کی تربیت کا نتیجہ ایسے بچے ہی ہوتے ہیں جن میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا گھر والے بچے اور نوجوان کی شخصیت کی تعمیر یا تباہی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے، اور بچہ گھریلو ماحول سے زبانِ گفتگو، آدابِ معاشرت، محبت اور دوسروں سے شفقت، استحکام اور اقتدار، اور نظم و ضبط جیسی صفات سیکھتا ہے۔

ہر والدین اپنے بچے کے لیے ایک نمونہ (الگو) پیش کر سکتے ہیں۔ معاشرے میں جو اچھے نمونہ عمل موجود ہیں ان میں والدین سب سے بہترین نمونہ ہوتے ہیں۔ " بچے اور نوجوان اپنی نشو و نما اور رشد کے دوران اکثر والدین کے رفتار پر غور کرتے ہیں اور ان کی نقل کرتے ہیں۔ اس لیے بچہ ابتدا میں ہی اپنی ماں اور پھر اپنے باپ

کو اپنا سر مشق بناتا ہے، اور بچے کی جنسیت اور عمر کے مطابق والدین کی تاثیر کی شدت میں مختلف ہوتی ہے۔" (خورشیدی وہمکاران، مہارت ہای زندگی، ص ۷۳)

اگر والدین خود میڈیا کے استعمال اور سایبر اسپیس کے فائدہ اٹھانے کی روش میں اصلاح کریں تو بچے بھی انکی پیروی میں ان کے رفتار اور عمل سے سبق حاصل کریں گے؛ مثال کے طور پر اگر والد گھر میں رات کے وقت جب وہ گھر والوں کے ساتھ ہوتے ہیں اپنا موبائل فون کنارے میں رکھ دیں، یا اگر والدین کے موبائل فون یا گھر کے کمپیوٹر کا پاس ورڈ گھر کے دیگر افراد کو معلوم ہو اور بچے جان لیں کہ والدین کے موبائل میں کوئی نامناسب یا مشکوک چیز نہیں ہے، تو بچے بھی ایسے ہی رفتار سیکھیں گے۔ والدین کے بعد بھائی اور بہنیں وہ ہوتے ہیں جو گھر میں بچے پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں، خاص طور پر جب بچہ بڑا بھائی یا بڑی بہن رکھتا ہو اور ان کی عمر میں بھی فرق زیادہ ہو۔ بڑی بہن بچے کے لیے ماں کا کردار ادا کرتی ہے، اور بڑا بھائی باپ کا کردار۔ بچہ ان کے شر سے بچنے اور ان کے ساتھ ہم رنگ ہونے کے لیے اپنی عادات اور رفتار کو ان کی خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ (قائمی، زمینہ تربیت، ص ۱۲۹)

اپنے بچوں کے لیے زندگی کے کامیاب لوگ قومی ہیروز اور بافضیلت افراد کے بارے میں کتابیں پڑھیں اور بغیر کسی خاص وجہ کے کہانیاں بچوں کو سنائیں یا کتابیں ان کو تحفے میں دیں۔ عام عوامی میڈیا کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ آپ کے بچے کی زندگی کا پہلا قصہ گو بنے۔ نوجوان اپنی شناخت کے بحران، بلوغت، مایوسی اور ناامیدی کے دور سے گزرتے ہیں اِیسے میں بزرگوں اور بہترین نمونوں کی امید افزا کہانیاں انہیں سکھائیں کہ کیسے وہ اپنی پرواز بھر سکتے ہیں۔ (دی گاتانو، فرزند پروری در عصر رسانہ، ص ۱۲۰)

لہٰذا اگر گھریلو ماحول مناسب آئیڈیل کی فراہمی کے ذریعے بہتر کیا جائے، تو بچے منظّم اور باقاعدگی سے نشوونما پاتے ہیں اور اپنے مثبت خیالات کو مضبوط کرتے ہیں۔ ورنہ، نامناسب مشغلے اور سایبر اسپیس میں نمونہ عمل کی تلاش ان پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔

قرآن میں مثالی نمونے

باری تعالی نے قرآن میں کچھ مواقع پر ایسے نمونے متعارف کروائے ہیں جنہیں انسان کی تربیت اور کمال کے لیے پہچاننا ضروری ہے۔ بعض آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی پر براہِ راست تصریح کی گئی

ہے: «قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي ابراهيم و الذين مَعَهُ». (ممتحنہ، ۴) اور کبھی بغیر ایسی واضح تصریح کے، صرف نمونے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں۔ (باقری، ۱۳۷۶، ج۱، ص ۱۴۳). دوسری قسم بھی قرآن میں کثرت سے پائی جاتی ہے اور تربیت میں اس کی خاص اہمیت ہے۔

قرآن کا انداز بیان ایسا ہے کہ اچھے کرداروں کے ساتھ ساتھ برے کردار اور نمونوں کا بھی تعارف کراتا ہے؛ تاکہ وہ لوگ جن میں اچھے کرداروں کو پہچاننے اور ان کی پیروی کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، برے کرداروں کو جان سکیں اور ان کی پیروی سے بچیں، اور اس طرح درست زندگی کے راستے پر چل سکیں۔ (حاجی، ۱۳۹۴، ۵۸) قرآنی فرہنگ سازی کے اس انداز کو سورہ تحریم میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے، جہاں خداوند نے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کو ان لوگوں کے لیے مثال کے طور پر پیش کیا ہے جو کفر اور نافرمانی کے راستے پر چلتے ہیں، اور فرعون کی بیوی اور حضرت مریم علیہا السلام کو ان لوگوں کے لیے نیک نمونے کے طور پر متعارف کروایا ہے جو ایمان اور اطاعت کے راستے پر چلنا چاہتے ہیں۔ (تحریم، ۱۰-۱۲) غیر شادی شدہ جوانوں کے لیے، حضرت یوسف علیہ السلام، اور مجرد لڑکیوں کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں اور حضرت مریم علیہا السلام کو پاکیزگی اور عفت کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

قرآن نوجوانوں کے لیے مناسب کرداروں کو متعارف کرواتا ہے اور بچوں کو ان کرداروں سے فائدہ اٹھانے پر بھی زور دیتا ہے۔ نوجوان اپنی قوی غرائز اور جسمانی طاقت کی وجہ سے زیادہ گناہ کے خطرے میں ہوتے ہیں، اس لیے ان کے لیے درست نمونہ عمل کا ہونا ضروری ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ انبیا کے پیروکار زیادہ تر نوجوان ہی رہے ہیں اور انبیاء کی کامیابی کا راز جوانوں کی حمایت پر منحصر ہے۔ ایسے نمونے جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوجوانوں کو سالم اور معنوی شخصیت کے بنانے میں مدد دے سکتے ہیں۔ (حاجی، ۱۳۹۴، ص ۵۸)؛ اسی لیے بچے کو قرآن مجید میں ذکر کیے گئے اقدار اور پاکدامن انسانوں کے تعارف اور تعظیم کے ذریعے انحرافات سے بچاؤ اور سائبر اسپیس میں غیر مناسب روابط سے دوری کی ہدایت کی جاسکتی ہے۔ ایسے نمونے کے زریعے سے ناجائز تعلقات اور مخالف جنس کے ساتھ پاک اور سالم روابط کے طریقے بھی سکھائے جاسکتے ہیں۔

۳-۱. دینی مراکز کے ساتھ عاطفی (احساساتی) تعلق قائم کرنا

والدین کی اس پریشانی کو دور کرنے کے لیے کہ ان کے بچے گھر سے باہر اپنے دوستوں کے ساتھ کس طرح سے مجازی فضا (انٹرنیٹ وغیرہ) کا استعمال کر رہے ہیں، ایک مؤثر طریقہ یہ ہے کہ بچوں کا دینی مراکز جیسے مسجد، دارالقرآن مکتب مراکز اور دیگر ایسی جگہوں سے جذباتی و قلبی تعلق قائم کیا جائے، کیونکہ یہ مراکز دین اور اخلاقی اصولوں کے فروغ دینے والے ہیں اور اس تعلق کے ذریعے بچے کافی حد تک انحرافی فضا سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ (فجری، صص ۶۱-۸۳)

مسجد دشمن کے چال او چلن کے مقابل محفوظ رہنے کے لئے ایک مضبوط اہم دینی مراکز میں سے ایک ہے۔ اس حوالے سے مسجد کی کچھ سرگرمیوں اور کردار کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے، جیسے کہ؛

۱. **اچھے دوست کی تلاش؛** امام علی علیہ السلام مسجد کے ایک اہم اثر کو دینی بھائی چارہ اور مفید دوستی پانے کے طور پر بیان کرتے ہیں: «اخاً مستفاداً فی الله» (ابن بابویہ، ج۲، صص ۴۱۰ و۴۰۹) یعنی ایمان کی ایسی بھائی چارگی جو خدا کے راستے میں فائدہ پہنچائے؛ کیونکہ مسجد میں منتخب، صالح اور پرہیزگار افراد آتے جاتے ہیں۔ «الْمَسَاجِدُ بُيُوتُ الْمُتَّقِينَ» (نوری، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل ج ۳، ص۳۶۲) مساجد پرہیزگاروں کے گھر ہوتے ہیں۔ اسی لیے بچے مسجد میں اچھے دوستوں سے واقف ہو سکتے ہیں، جو انہیں سائبر اسپیس کے منفی اثرات سے محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس بارے میں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے؛ «كَلِمَةً تَرُدُّهُ عَنْ رَدًى أَوْ يَسْمَعُ كَلِمَةً تَدُلُّهُ عَلَى هُدًى أَوْ يَتْرُكُ ذَنْباً خَشْيَةً أَوْ حَيَاءً۔» (ابن بابویہ، ج۲، صص ۴۱۰ و ۴۰۹) یعنی ایسی بات جو اسے برائی سے روک دے، یا ایسی بات سنے جو اسے ہدایت کی طرف لے جائے، یا خوف یا شرم کے باعث گناہ چھوڑ دے۔

۲. **مسجد اتحاد اور یکجہتی کا مرکز؛** وہ بچے جو باقاعدگی سے اور خاص مواقع پر جیسے روزانہ کی نمازوں اور نماز جمعہ میں، مخصوص آداب کے ساتھ، مثلاً وضو اور طہارت کے ساتھ عبادتی اجتماع میں شرکت کرتے ہیں، شعوری یا لاشعوری طور پر دینی تربیت کے زیر اثر آتے ہیں اور ان کے اندر اخلاقی، رفتاری اور سماجی یکجہتی کے اہم اثرات نمودار ہوتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ (Switzerland) کے اسلام شناس «مارسل بوازا» لکھتے ہیں :

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

"مسجد مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کا ایک طاقتور ذریعہ ہے اور اس کی سماجی و ثقافتی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا؛ خاص طور پر موجودہ دور میں جب مسلمان دوبارہ ابتدائی اسلام کی طرف شدت سے رغبت ظاہر کر رہے ہیں، مساجد معنوی تربیت کے مراکز اور مسلمانوں کی امت کی تحریک کے مراکز کے طور پر ابھر کر ظلم اور تسلط کے خلاف مزاحمت کا مرکز بن گئی ہیں، اور آہستہ آہستہ مساجد نے اسلام کے ابتدائی دور کی اہمیت کو دوبارہ حاصل کر لی ہے۔".»[1]

۳. **گھریلو ماحول پر مثبت اثرات**؛ چونکہ ماؤں کے پاس بچوں کی تربیت کا زیادہ موقع ہوتا ہے اسکے پیش نظر، وہ مسجد میں باقاعدہ اور مستقل حاضری کے ذریعے مرد حضرات کی نسبت اپنے گھر میں زیادہ مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ نیز، خواتین میں یکجہتی اور محبت مرد حضرات کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور مرد حضرات کے مقابلے میں معلومات منتقل کرنے اور تیزی سے پھیلانے کی صلاحیت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ وہ دینی، سیاسی، اخلاقی اور سماجی معلومات کے تبادلے میں زیادہ کامیاب رہتی ہیں اور نیز لطافت روحی کی نزاکت، صاف دل، اور ماں اور بیوی کے جذبے کی وجہ سے گھر میں زیادہ اثر ورسوخ رکھتی ہیں۔ اس وجہ سے، ان کی مسجد میں موجودگی گھریلو ماحول کو اور پھر اس کے نتیجے میں معاشرے کو بدل سکتی ہے۔ بچے بھی مسجد میں حاضر ہو کر دینی و مذہبی مسائل کا طریقہ سیکھتے ہیں۔ ان میں تاثیر پذیری کا جذبہ بہت زیادہ اور دقیق ہوتا ہے، اور چونکہ مسجد دینی، اخلاقی اور فکری تعلیمات کے لیے محفوظ جگہ ہے، اس لیے جو کچھ بھی وہ سنتے یا کرتے ہیں، اس کا ان کے کردار اور جذبے پر گہرا اثر پڑتا ہے، اور جب یہ اثر گھر والوں تک منتقل ہوتا ہے تو ایک سالم اور فائدہ مند معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ ۲ ہے۔ ۲

۴. مسجد میں مؤمنین کا اجتماع دینی معاشرے کی مضبوط پشت پناہی اور بہترین سرمایہ ہے۔

۵. سیاسی فیصلوں میں مشورہ کرنا، جیسے جنگ و صلح وغیرہ؛ مسلمان مخالفین کی سازشوں کے سامنے مناسب فیصلے کر سکتے ہیں، معاشی لحاظ سے ایک دوسرے اور معاشرے کے مددگار اور حامی بن سکتے ہیں، اور

[1]. https://my.masjed.ir/fa/newsagency
[2]. https://www.masjed.ir

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ثقافتی طور پر صحیح دینی ثقافت کو درست طریقے سے، جیسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو، معاشرے میں نافذ کر سکتے ہیں۔

۴-۱. عفت اور پاکدامنی

اسلامی نظریئہ کی بناپر، عفت کو ایک خاص حالت میں ایک بازدارندگی کے طور پر تعریف کیا جاتا ہے جس کی جڑ انسانی فطرت میں ہے۔ عفت، روح وروان کو گناہوں سے روکنا اور اپنے آپ کو دوسروں کی طرف نیاز کا ہاتھ بڑھانے سے بچانا ہے۔" (ابن منظور، ج۹، ص ۲۵۳) اس تناظر میں، مربی کا کردار عفت کی تعلیم میں بہت اہم ہے۔ مربی کو چاہیے کہ مناسب نمونہ عمل پیش کر کے متربی کی مدد کرے تاکہ وہ عفت اور پاکدامنی کی قدروں کو سمجھے اور ان پر عمل کر سکے۔ زبانی طور پر عفت رکھنے والا وہ شخص ہے جو حرام باتیں جیسے غیبت اور بے کار باتیں زبان پر نہیں لاتا، اور جنسی عفت رکھنے والا وہ ہے جو زنا سے پرہیز کرتا ہے۔ (قلعجی، معجم لغۃ الفقہاء، ص۳۶)

لہٰذا، مربی کو متربی کو یہ سکھانا چاہیے کہ عفت ورزی اور پاکدامنی کی مختلف معانی ہیں لیکن اصل میں یہ خود پر قابو پانے، مالی امور میں قناعت اور جنسی خواہشات پر قابو پانے سے متعلق ہے۔

روایات میں، عفت کو "عفت بطن" (پیٹ کی عفت) اور "عفت فرج" (شرمگاہ کی عفت) کہا گیا ہے؛ نبی اکرم (صلّی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: "میں اپنی امت کے لیے پیٹ بھرنے اور جنسی خواہشات کی زیادتی سے خوفزدہ ہوں۔" (کلینی، ج۲، ص۷۹)

مربی کو چاہیے کہ یہ روایات متربی تک پہنچائے تاکہ وہ زندگی میں عفت کی اہمیت کو سمجھ سکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ شادی کریں، اور اگر شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو عفت اختیار کریں۔ «وَ لْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لا يَجِدُونَ نِكاحاً حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ...» (نور، ۳۳) اور وہ لوگ جو نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، انہیں چاہیے کہ عفت اختیار کریں، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے انہیں مالا مال کر دے۔" (سورہ نور، ۳۳) یہ آیت متربی کو یاد دلاتی ہے کہ مشکل حالات میں بھی عفت پر قائم رہنا چاہیے اور آلودگی سے بچنا چاہیے۔

خداوند قرآن میں حیا اور عفت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے، خاص طور پر آنکھوں کی حیا کا، تاکہ انسان بے حیائی اور شہوت کے دھول میں گرفتار نہ ہو: «قُل لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَرِهِمْ وَ يحْفَظُوا

فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ » (سورۃ النور، ۳۰) مؤمنوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے، بے شک اللہ ان چیزوں سے خوب آگاہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

آیت فوق کے شان نزول میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے: انصار میں سے ایک نوجوان راستے میں کسی عورت سے روبرو ہوا۔ ان دنوں عورتیں اپنے نقاب کو کانوں کے پیچھے رکھتی تھیں، جس کی وجہ سے ان کی گردن اور سینے کا کچھ حصہ دکھائی دیتا تھا۔ اس عورت کے چہرے نے نوجوان کی نظر کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس نے اپنی نظر اسی پر جمالی۔ جب وہ عورت گزر گئی، نوجوان اب بھی اسے دیکھ رہا تھا کہ اچانک وہ ایک تنگ گلی میں داخل ہوا اور اس کا چہرہ دیوار سے ٹکرا گیا اور زخمی ہو گیا۔ جب نوجوان ہوش میں آیا اور اس کے چہرے سے خون بہ رہا تھا تو اس نے فیصلہ کیا کہ اس واقعے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائے۔ جب نوجوان رسول اللہ کے پاس پہنچا اور واقعہ بیان کیا، تو جبرائیل، جو کہ خدا کا پیغام پہنچانے والا ہیں، نازل ہوئے اور آیت لے کر آئے» : «قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ...» اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے کہ مؤمنوں کو اپنی آنکھیں بند کرنی چاہئیں، بلکہ کہتے ہیں کہ اپنی نظریں نیچی اور جکائے رکھیں۔ (مکارم، ص ۴۳۵) اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھیں مکمل طور پر بند نہیں رکھ سکتا، لیکن اپنی نظر کو عورت کے چہرے اور جسم سے ہٹا سکتا ہے۔ (شاہ عبدالعظیمی، ج۹، ص ۲۲۷)

دوسرا حکم آیت میں فرج (شرمگاہ) کی حفاظت ہے، یعنی اسے دوسروں کی نظر سے چھپانا۔ امام علی علیہ السلام سے نقل ہے: مَا الْمجَاهِدُ الشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِاءَعْظَمَ اجْراً مِمَّنْ قَدَرَ فَعَفَّ؛ لَكَادَ الْعَفِيفُ ان يَكُونَ مَلَكاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ؛ خدا کی راہ میں شہید مجاہد کی جزا سے اس شخص کی جزا کم نہیں جو طاقت ہونے کے باوجود پاکدامن ہو۔ حتی ممکن ہے پاکدامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو (سید رضی، شمارہ ۴۷۴، صفحہ ۷۵۶)۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا: «الحياء والعفاف والعی - أعنی عی اللسان لا عی القلب - من الإيمان» (کلینی، جلد ۲، صفحہ ۱۰۶)۔ اس لیے اگر انسان کی عفت حقیقی ایمان سے ماخوذ ہو تو اس کا انسان پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں بھی حقیقی عفت کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: «وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ...». گھر

میں اس عورت نے یوسف سے رغبت کی اور دروازے بند کر دیے، مگر یوسف نے کہا: «**معاذ الله، إنه ربي أحسن مثواي...**». وہ خدا کی پناہ مانگتا ہے اور یہاں تک کہ قید کو اس عورت سے میل جول پر ترجیح دیتا ہے (یوسف، ۲۳)۔ اسی لیے اسلام میں ایسے طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو معاشرے میں عفت کے فروغ اور استحکام کے لیے مؤثر ہیں، جیسے ایمان و تقویٰ، مردوں میں غیرت کی تربیت، حجاب اور پوشش کا فروغ، اور غرائز کا اعتدال میں رکھنا (فتاحی اردکانی وہاتفی، صفحہ ۱۲۴)۔

اس لیے بچوں میں عفت کی روح پیدا کر کے انہیں ایسے وقت میں جب شادی کے لیے مناسب حالات نہ ہوں، خود کو کنڑول کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔ عفت سائبر اسپیس کے حوالے سے بھی ایسے ہی ہوتی ہے کہ بچہ خود کو ہر ویب سائٹ پر جانے، ہر تصویر اور ویڈیو دیکھنے کا حق دار نہ سمجھے اور اس سے دور رہے۔

۲. علاج کی روش

تربیت کے اس حصے میں اُن علاج کی روشوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جو بچوں کی سائبر دنیا کے چیلنجز سے نمٹنے کی حالت بہتر بنانے میں مدد دے سکتے ہیں۔ یہ طریقے افراد کے طرز تفکر اور رفتار کے انداز میں تبدیلی پر مشتمل ہوتے ہیں جو سائبر دنیا کے انحرفات کے علاج اور بچاؤمیں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس روش میں بچوں کو علاج کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور والدین کو بتایا جاتا ہے کہ وہ اس فضا میں کون سے اقدامات کر سکتے ہیں۔

۲-۱. نازیبا تصاویر کا خاتمہ

بچے کو ایسے ماحول میں پرورش پانا چاہیے جو انحرافی محرکات سے پاک ہو۔ والدین ہر چیز جو ان کو پسند ہو، اپنے بچے کے لیے مناسب نہیں سمجھنی چاہیے۔ مثلاً، گھر میں عورتوں کی خوبصورت اور نیم برہنہ تصاویر لگانا بچے کے ذہن میں غلط تصورات پیدا کر سکتا ہے اور اسے غیر حقیقی خوبصورتیوں کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ یہ تصاویر نہ صرف والدین کی ایک دوسرے سے حسن کی توقعات پر منفی اثر ڈالتی ہیں بلکہ طلاق جیسے مسائل کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ، ان تصاویر کا بچے کے ذہن میں نقش ہو جانا اس کے تخیلات کو جنم دے سکتا ہے اور اسے ان تصاویر کے شوقین بنا سکتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ ایسی تصاویر کو چاہے حقیقی دنیا میں ہوں یا سائبر دنیا میں، بچوں کی رسائی سے دور رکھیں تاکہ ان کے منفی اثرات سے بچا جا سکے۔

سائبر دنیا اور سوشل میڈیا افراد کے درمیان تعاون، اخلاقیات اور قانون کی پابندی کا ایک جال قائم کر سکتے ہیں اور خیرات و نیکی کے فروغ اور تشویق کے لیے ایک موزوں پلیٹ فارم فراہم کر سکتے ہیں۔ یہی فضا معاشرہ پذیری اور قانون کی پاسداری کے لیے ایک واقعی اور اصلی یونیورسٹی اور اسکول بن سکتی ہے اور لوگوں کو خدا، شریعت اور قانون کی اطاعت کی طرف رغبت دلا سکتی ہے؛ اسی طرح یہ فضا فسق و فجور، گناہ، قانون شکنی اور معاشرتی اقدار کی خلاف ورزی کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ قرآن کی نظر میں ہر قسم کی سرگرمی، بشمول سائبر اسپیس اور سوشل میڈیا پر سرگرمیاں، نیکوکاری، تعاون، قانون کی پاسداری اور سیاسی و سماجی نظام کی اطاعت کے لیے ہونی چاہیے جو خدا نے شریعت کے طور پر واضح کی ہے اور عقل اور وحی کے ذریعے انسان تک پہنچائی ہے (سورۃ ممتحنہ، آیات ۸ اور ۹)۔ اس سلسلے میں والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو دی جانے والی سائبر دنیا پر خاص کنٹرول رکھیں۔ نامناسب تصاویر اور حتیٰ کہ فحش فلمیں دکھانے سے روکنے کے لیے بچوں کے لیے مخصوص لاک یا بہتر طور پر "سیف سرچ" کا استعمال کیا جا سکتا ہے، جسے والدین اور بچے دونوں استعمال کر سکتے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے کچھ طریقہ کار کا ذکر کیا گیا ہے۔

الف) وائی فائی کے ذریعے نامناسب ویب سائٹس کو بلاک کرنا۔

ب) موبائل فون اور ٹیبلٹ کے استعمال کی ذاتی نگرانی۔

پ) بچوں کو نامناسب مواد کے بارے میں آگاہی اور فہم میں اضافہ۔

ت) شادبین سرچ (Shadbin Search) ایپ کا استعمال۔

ث) موبائل فون کی سیٹنگز کو ترتیب دینا۔

ج) والدین کی نگرانی کے سافٹ ویئرز یا پیرنٹل کنٹرول (Emino Parental Control App) کا استعمال۔

چ) ایمینو (Emino) بچوں کو فحش مواد سے بچانے کے لیے بہترین آلہ ہے؛ ایمینو بچوں اور نوجوانوں کی نگرانی کے لیے ایک معروف ایپ ("Application") ہے۔ ایمینو میں ایپ لاک سروس موجود ہے۔ اس حالت میں ۱۲ سال سے کم اور ۱۲ سال سے زیادہ بچوں کے لیے انٹرنیٹ کی محدودیت کے امکانات فراہم کیے گئے ہیں۔ ہر عمر کے بچوں کو ان کے مخصوص مواد تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ ایمینو کا ایک اہم کام اشتہارات کو

بلاک کرنا بھی ہے۔اس طرح بچے کو کسی خاص ایپ (Application) سے کھیل یا مخصوص ویب سائٹس کی طرف جانے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

ح) بچوں کے لیے فیملی انٹرنیٹ کا استعمال کرنا بجائے بالغ افراد کے انٹرنیٹ کے۔

خ) اپیلی کیشن (Application) اور گیمز میں موجود اشتہارات کو بلاک کرنا۔[1]

۲-۲.سالم اور پاک پلیٹ فارمز کی جایگزینی

بچوں کو ہر عمر کے مطابق مناسب تفریحی ابزار استعمال کرنے چاہئیں۔ اگر کوئی بچہ اپنی عمر کے لئے نامناسب ابزار استعمال کرے تو اسے سنگین نقصانات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ہر فاسد پروگرام یا غیر شرعی سافٹ ویئر کے لیے متبادل فراہم کرنا غیر منطقی درخواست ہے؛ لیکن خوش قسمتی سے آج کل اسلامی ممالک کے اندر کچھ مقامی متبادل ابزار موجود ہیں جو زیادہ ترسالم بھی ہیں، جو مغربی میڈیا کی کچھ سرگرمیوں کے بدلے کے طور پر کام کرتے ہیں، جن میں سے چند جو ایران میں فعال ہیں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ (کہوند، صفحات ۳۷۵ تا ۳۷۶)

ردیف	سرگرمی کی نوعیت	اجنبی سافٹ ویر	جایگزین
۱	ارتباطی برنامہ	Facebook ،Twitter ، Google Plus	افسران، کتاب خوانان لائق، سنگری ہا
۲	ارتباطی برنامہ	Instagram ، Flickr	سلام
۳	ارتباطی برنامہ	YouTube، Vimeo	آپارات
۴	مجازی سیمکارت (پیام رسان)	Viber،WhatsApp ، Telegram	سروش، بیسفون، گپ وبلہ
۵	ایمیل	Gmail، Yahoo	چاپار، اِلنون، میہن میل وپست میل
۶	جستجو ایپ	Google ، Bing	پارسی جو، یوز، سلام
۷	مرورگر	Mozilla Firefox ،Chrome	ساینا و نور
۸	پیام رسان	Google Talk، Yahoo Messenger	ایطاہا، ال فور آی و آی تگ

---

[1] . https://iminoapp.com

۹	آپلود و ذخیرہ سازی	Google Docs ،Dropbox،	صندوق بیان، بیکو فایل و پرشین گیگ
۱۰	وبلاگ	Blogger	رُز بلاگ، بلاگفا، میہن بلاگ و پرشین بلاگ

اسی لیے والدین کو چاہیے کہ وہ کوشش کریں کہ بچے اپنے سے بڑوں کے مخصوص پروگرامز میں مصروف نہ ہوں۔ بلکہ انہیں ایسی ویب سائٹس یا سافٹ ویئر استعمال کرنے دیں جو ان کی عمر کے مطابق ہوں اور بڑوں کے لیے مخصوص پروگرامز اور نقصان دہ سائٹس سے بچیں۔ سائبر اسپیس بچوں کی عمر سے ہی جنسی مسائل میں مبتلا ہونے کا سب سے آسان اور تیز راستہ ہے، اس لیے والدین کو اس فضا میں بنیادی کنٹرول کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

ایرانی ویب سائٹ "توپ مارکیٹ" والدین کی مدد کرتی ہے کہ وہ بچوں کے لیے مناسب گیمز اور ایپلیکیشنز کا انتخاب کریں۔ اس نظام کے ماہرین ۱۲۰۰ماؤں اور بچوں کی ضروریات کا جائزہ لے کر اندرونی اور بیرونی ممالک کی گیمز کو ایسے معیاروں کی بنیاد پر منتخب کرتے ہیں جیسے عمر کی مناسبت، معیار اور اسلامی ثقافت سے مطابقت ہو۔ یہ ویب سائٹ روزانہ اپڈیٹ ہوتی رہتی ہیں۔

ادارہ "ہدایت میزان" بھی اس میدان میں کام کر رہا ہے اور بچوں کے لیے مناسب کمپیوٹر گیمز متعارف کراتا ہے۔ ان گیمز کی درجہ بندی ایرانی اور اسلامی اقدار، تعلیمی و تربیتی تبدیلی کے چھ پہلوؤں، اور نفسیاتی رشد کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ ادارہ ہدایت میزان بچوں کی ذہنی اور علمی مہارتوں پر توجہ دیتا ہے اور مسئلہ حل کرنے، تخلیقی سوچ اور یادداشت کو مضبوط بنانے جیسے میدانوں میں مفید تجاویز پیش کرتا ہے۔ جہاں توپ مارکیٹ زیادہ تر مہارتوں کی افزائش پر زور دیتا ہے، ہدایت میزان تعلیمی شعبے پر زیادہ توجہ مرکوز کرتا ہے۔ (کھوند، صفحات ۳۷۵تا۳۷۶)

فلم اور انیمیشن کی دنیا میں بھی خاندانوں کو شدت سے ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ ویب سائٹ اور ایپلیکیشن "چی خوبہ" جو "انارستان" کے مجموعے کی ایک شاخ ہے (کھوند، صفحات ۳۷۵تا۳۷۶)، والدین کی مدد کرتی ہے کہ وہ بچوں اور نوجوانوں کے لیے عمر اور جنس کی بنیاد پر مناسب انیمیشنز کا انتخاب کریں۔ یہ ابزار مختلف محتوا کا تجزیہ، عمر کے مطابق درجہ بندی اور تربیتی نکات فراہم کرتا ہے جو بچوں پر انیمیشنز کے اثر کو بہتر سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ درنہایت، حتمی انتخاب اور مواد کی جانچ پڑتال والدین کی ذمہ داری ہے۔

لہٰذا والدین کو قرآن کی اس ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے، جو آیت میں بیان ہوئی ہے: «یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَأَهْلِیکُمْ نَارًا.» (تحریم، ٦٦)، بچوں کی مدد کرنی چاہیے کہ وہ غیر ملکی پروگرامز کی جگہ ملکی پروگرامز کا انتخاب کریں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنی عمر کے مطابق پروگرامز سائبر اسپیس سے منتخب کریں اور انہیں علمی پروگرامز اور کلاسیکی فلموں سے واقف کرائیں۔ نیز، ایسے آلات فراہم کرنا ضروری ہے جن میں مناسب مواد موجود ہو۔ غیر ملکی اور نامناسب مواد والے گیم کنسولز اور مصنوعات خریدنے سے خاندانوں کو مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے۔

۳-۲. تفکر کی ترغیب

قرآن اور سنت میں عقل و فکر کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ درحقیقت تنقیدی فکر مختلف شبہات اور مسائل کے حل م میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ سائبر دنیا کے صارفین مختلف میڈیا صفحات سے سامنا کرتا ہے جہاں اعتقادی، ثقافتی، سماجی، سیاسی اور دیگر شبہات پیش کیے جاتے ہیں۔ اس بارے میں دین اسلام انسانوں کو سوچنے اور غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَکُمْ وَإِخْوَانَکُمْ أَوْلِیَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَى الْإِیمَانِ» (توبہ، ۲۳) اے ایمان والو! تم اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ تاکید فرماتا ہے کہ چاہے تمہارے مربی غیر رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، تمہیں بغیر سوچے سمجھے اپنے باپ دادا کے عقائد کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں انسان میں فکر وتدبر کی روح کو پروان چڑھاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگرچہ یہ مربی تمہارے باپ یا بھائی بھی ہوں، تمہیں ان کی اندھی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔

اسی حوالے سے امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "أُنظُر إلی ما قالَ و لاتَنظُر إلی مَن قالَ" (تمیمی آمدی، ۱۳۶۶، حدیث ۵۰۴۸) یعنی بات کو دیکھو، نہ کہ کہنے والے کو۔ کیونکہ اسلام میں انسان کو کسی ایک شخص کی باتوں کے اثر میں نہیں آنا چاہیے، چاہے وہ اس کے والدین ہی کیوں نہ ہو، بلکہ حضرت علی علیہ السلام تاکید فرماتے ہیں کہ تمہیں بات کو دیکھنا چاہیے کہ وہ درست ہے یا غلط۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

لہٰذا اگر انسان صاحب فکر ہو تو وہ گمراہی کی طرف نہیں جاتا کیونکہ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں" :ان للقلوب خواطر سوء والعقول تزجر منها" (تمیمی، ج ۲، صفحہ ۵۰۰) انسان کے دلوں میں برے خیالات اور ناشائستہ خواہشات پیدا ہوتی ہیں اور عقل ان خیالات کے عمل میں آنے اور فیصلے کرنے سے روک دیتی ہے۔اور ایک روایت میں آپؑ نے فرمایا" :العقل الكامل قاهر الطبع السوء "(مجلسی، ۱۴۰۰، ج ۷۵، صفحہ ۶) کامل عقل انسانی فطرت کی برائیوں کو قابو میں رکھ سکتی ہے۔یہ روایات ظاہر کرتی ہیں کہ انسان کی عقل ہر بات قبول نہیں کرتی بلکہ عقل والے انسان کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ انجام کار کے بارے میں سوچتا ہے۔

امام علی علیہ السلام کی روایات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انسانوں کو کسی کی بات کی سچائی کو بولنے والے کی صداقت یا جھوٹ سے منسلک نہیں کرنا چاہیے، بلکہ خود مطلب کا جائزہ لینا اور اس پر غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا، جو کچھ بھی سائبر اسپیس یا حقیقی دنیا میں دیکھا یا سنا جائے، اسے غور و فکر سے پرکھنا چاہیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ درست ہے یا غلط۔ مجازی دنیا آسانی سے ان افراد کے خیالات کو گمراہ کر سکتی ہے جو تحقیق اور تجزیہ کی نعمت کے اہل نہیں ہوتے۔حضرت علی علیہ السلام شک و تردید میں حد سے زیادہ مشغول ہونے کو رد فرماتے ہیں: «مصیبت آدمی کی یہ ہے کہ شک اس کے یقین کو خراب کر دے۔» (تمیمی آمدی، ۱۳۶۶، صفحہ ۷۱)

لہٰذا شک و تردید کو آگاہی کے ساتھ اور مناسب حد تک ہونا چاہیے۔ حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں شک تنقیدی فکر کی ایک خصوصیت ہے۔ اس خصوصیت کی بنیاد پر تنقیدی فکر اس طرح استنتاج کی جاتی ہے کہ سمجھ اور معقول فیصلہ اور بالآخر صحیح عمل تبھی بہترین انداز میں ہوتا ہے جب فرد مسائل کو سمجھنے اور تجزیہ کرنے میں فعال ہو اور بغیر آگاہی اور اندھی تقلید کے کسی بات کو قبول نہ کرے؛ بلکہ مسئلہ کے تناظر میں گہرے اور معقول سوالات کرے۔ سوال کرنا اس خصوصیت کی نمائندگی کرتا ہے جس میں کم از کم فرد کو یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ خود امور کو دریافت کرے۔ (مقتدایی و دیگر، ۱۳۹۵، صفحہ ۱۵۰)

والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ سائبر اسپیس میں ہر تصویر اور منظر کو فوراً قبول نہ کریں بلکہ اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں۔ یہ تربیت انہیں مدد دیتی ہے کہ وہ سالم سوچ اور دقیق

تجزیے کی تلاش کریں جب وہ مختلف معلومات کا سامنا کریں اور غلط خیالات اور شبہات کے جال میں نہ پھنسیں۔ یہ طریقہ کار نہ صرف بچوں کی فکری نشوونما میں مدد دیتا ہے بلکہ انہیں زندگی کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے بھی تیار کرتا ہے۔

٤-٢. منصفانہ تنقید کی تشویق

سائبر دنیا میں جعلی خبروں کے پھیلاؤ کے پیش نظر، خاص طور پر بچوں میں، تنقیدی سوچ کی تربیت ضروری ہے۔ اس فضا میں معلومات پر جلد اعتماد کرنا صحیح تجزیے اور فکر کو روک سکتا ہے اور افراد کو مستندات اور معلومات کی صحت کی جانچ پڑتال سے باز رکھتا ہے۔

علامہ طباطبائی (رحمتہ اللہ علیہ) کا ماننا ہے کہ انسان کی زندگی علم اور آگاہی پر مبنی ہے اور انسان عموماً وہی عمل کرتا ہے جو وہ دیکھتا ہے، چاہے وہ عمل فائدہ مند ہو یا نقصان دہ۔ چونکہ انسان کی زندگی کی ضروریات صرف اسی تک محدود نہیں جو وہ براہ راست دیکھتا ہے، اس لیے اسے ناگزیر ہے کہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے دوسروں کے علم سے استفادہ کرے۔ یہ معلومات، جو مشاہدے یا سننے کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں، درحقیقت وہ "خبر" ہے جو انسان کو اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے چلانے میں مدد دیتی ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۹۱، ج ۱۸، صفحہ ۴۶۴)

سورہ حجرات کی آیت نمبر ۶ مومنین کو نصیحت کرتی ہے کہ اگر کوئی فاسق شخص ان کے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو انہیں چاہیے کہ تحقیق کریں اور بغور جانچ پڑتال کریں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ نادانی کی وجہ سے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بچایا جاسکے اور مومنین اپنے غلط رفتار پر پشیمان نہ ہوں۔ خداوند نے اس آیت میں نہ صرف خبروں پر عمل کرنے کے اصول کی تائید کی ہے بلکہ فاسقوں کی خبروں کی تحقیق کی ضرورت پر بھی زور دیا ہے تاکہ ان کی بے اعتباری کا علم ہو سکے۔ یہ آیت ملنے والی اطلاع کی جانچ پڑتال کی اہمیت اور جلد بازی میں غلط فیصلے کرنے سے بچنے کی تلقین کرتی ہے۔

غلط خبریں یا فاسق افراد کی طرف سے موصول ہونے والی خبریں پھیلانے سے پہلے تحقیق اور تصدیق ضروری ہے۔ بغیر خبر کی صحت کی تصدیق کے اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اسے پھیلانا چاہیے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر فرمایا کہ ایسے لوگ بہت ہوں گے جو ان کے بارے میں جھوٹی خبریں پھیلائیں گے اور جو جان بوجھ کر ان جھوٹوں کو قبول کرے گا اس کی جگہ دوزخ ہے۔ آپ نے تاکید کی کہ

ہر خبر کو قرآن اور سنت کے سامنے پیش کیا جائے اور صرف ان کی موافقت پر ہی قبول کیا جائے۔ (مجلسی، ۱۴۰۰، ج ۲، صفحہ ۲۲۵/قرآتی، ۱۳۸۸، ج ۱۱، صفحات ۱۶۶-۱۶۸)

پیغمبر گرامی اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خبروں کی نشر و اشاعت کے بارے میں فرمایا" :بلغوا عني ولو آية"؛ (مجلسی، ۱۴۰۴، ج ۵، ص ۱۴۴) یعنی میری طرف سے دین کا پیغام پہنچاؤ، چاہے وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔اور فرمایا" :وحدثوا عني ولا حرج"، یعنی میری احادیث بیان کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن خیال رکھو کہ صرف حق ہی نشر ہو؛اور آگے فرمایا" :ومن كذب عليّ متعمداً فليتبوّأ مقعده من النار"؛ (مجلسی، ۱۴۰۰، ج ۳۰، ص ۱۴۵) یعنی جو کوئی جان بوجھ کر میرے بارے میں جھوٹ بولے، اس کی جگہ دوزخ میں ہے۔

ضعیف، جعلی یا بغیر سند احادیث کی نشر و اشاعت کے خطرات اور نقصانات ہوتے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ بدبینی پیدا کر سکتی ہیں اور دین میں تسامح اور تساحل (چشم پوشی اور سستی) پیدا کر سکتی ہیں۔ حدیث کی نادرست تقطیع، تحریف اور ضعف سند نقل حدیث کے اہم نقصانات میں شمار ہوتے ہیں۔ لہٰذا، احادیث کی نقل میں سند کا ذکر لازمی ہے اور اس کو معاشرے میں بطور ایک ثقافت فروغ دینا چاہیے۔ (سید عیسی مسترحمی، حمیدہ ہادی، ۱۳۹۹، ص ۷) اسی لیے، سوشل نیٹ ورکس اور سائبر اسپیس میں علمی مواد اور انحرافی مسائل کی صحت اور درستگی کے بارے میں تحقیق کرنا ضروری ہے کہ آیا مواد کا ماخذ معتبر ہے یا نہیں؟ اور اگر مضمون کے آخر میں حوالہ دیا گیا ہو تب بھی اصل ماخذ کو دیکھنا چاہیے تاکہ یقین ہو جائے کہ اس میں کوئی دخل اندازی نہیں ہوئی اور مواد مکمل طور پر علمی اور مستند ہے۔

خاتمہ

یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ ان طریقوں کے مؤثر امتزاج سے والدین کو اپنے بچوں کے لیے ایک محفوظ اور سالم اور پاک ماحول فراہم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ دینی تعلیمات سے استفادہ اور زندگی کی مہارتوں کو مضبوط بنا کر، والدین اپنے بچوں کو سائبر دنیا کے چیلنجز سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور انہیں سالم اور متوازن نشوونما کی طرف راہنمائی کر سکتے ہیں۔ یہ نہ صرف بچوں کی ذہنی صحت کو بہتر بناتا ہے بلکہ گھریلو اور سماجی بنیادوں کو بھی مضبوط کرتا ہے۔

یہ تحقیق بتاتی ہے کہ ڈیجیٹل دور میں والدین کو اپنے بچوں کی تربیت میں نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ سائبر دنیا اپنی خاص خصوصیات کے ساتھ معلوماتی اور تعلیمی وسائل کا ایک مفید ذریعہ ہو سکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ خطرات بھی موجود ہیں جن پر توجہ اور مناسب انتظام ضروری ہے۔ قرآن اور سنت کی تعلیمات پر مبنی تربیتی طریقے اس حوالے سے مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ طریقے نہ صرف انحرافات کی روک تھام میں مدد دیتے ہیں بلکہ مسائل کے سامنے آنے پر غلط رفتار کی اصلاح اور علاج میں بھی معاون ہوتے ہیں۔ بصیرت افزائی کی اہمیت پر زور، مناسب نمونوں کا تعارف، اور دینی مراکز کے ساتھ رابطے قائم کر کے والدین اپنے بچوں کے لیے ایک معاون اور محفوظ ماحول فراہم کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں، نامناسب مواد کی حذف کاری اور تنقیدی صلاحیتوں کی پرورش سے بچے سائبر دنیا کے چیلنجز کا مؤثر طریقے سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

در نہایت، یہ تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ روک تھام اور علاج روشوں سے بچوں کی ذہنی اور سماجی صحت کو فروغ ملتا ہے اور خاندانی و سماجی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ مسلسل ان طریقوں پر توجہ دیں اور انہیں روزمرہ زندگی میں نافذ کریں تاکہ آنے والی نسل کو سالم اور متوازن ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔

کتابیات

قرآن مجید۔

۱. نہج البلاغہ؛ شریف رضی. (۱۴۱۴ق). نہج البلاغہ (ترجمہ: صالح الصبحی). ہجرت، چاپ اول.

۲. ابن بابویہ، محمد بن علی. (۱۳۶۲ش). الخصال (چاپ اول). جامعہ مدرسین.

۳. ابن حنبل، احمد بن حنبل. (۲۰۰۱م). مسند الإمام إحمد بن حنبل (تحقیق: شعیب الأرنؤوط، عادل مرشد و دیگران) (چاپ اول). مؤسسۃ الرسالۃ.

۴. ابن منظور، محمد بن مکرّم. (۱۴۱۴ق). لسان العرب (چاپ سوم). دار صادر.

۵. احمدی میانجی، علی و فرجی، محسن. (۱۳۸۴ش). مکاتیب الائمۃ علیہم السلام (۷ جلد). مؤسسہ علمی فرہنگی دارالحدیث.

۶. امینی، ابراہیم. (۱۳۸۷ش). اسلام و تعلیم و تربیت (چاپ چہارم). بوستان کتاب.

۷. باقری، حسین. (۱۳۷۶ش). نگاہی دوبارہ بہ تربیت اسلامی. مدرسہ.

۸. تمیمی آمدی، علی بن محمد. (۱۳۶۶ش). تصنیف غرر الحکم و درر الکلم (تحقیق: محمد درایتی). دفتر تبلیغات.

۹. جمعی از نویسندگان. (۱۳۸۶ش). پرواز تا بی نہایت؛ خاطرات امیر خلبان روح الدین ابوطالبی. سازمان عقیدتی سیاسی ارتش.

۱۰. جوادپور، غلام. (۱۳۸۹ش). «ارزش سنجی معرفتی در قرآن کریم». ذہن، ۴۴، ۱۵۳-۱۸۷.

۱۱. حاجی، حمزہ. (۱۳۹۴ش). «فرہنگ سازی قرآن پیرامون پیشگیری از انحرافات جنسی». پژوہش ہای اخلاقی، ۶(۲)، ۴۹-۶۶.

۱۲. خورشیدی و ہمکاران. (۱۳۹۰ش). مہارت ہای زندگی. یسطرون.

۱۳. دلشاد تہرانی، محمد. (۱۳۹۳ش). سیری در تربیت اسلامی (چاپ پانزدہم). دریا.

۱۴. دی گاتانو، گلوریا. (۱۳۹۳ش). فرزندپروری در عصر رسانہ (ترجمہ: محمدرضا رستمی و فروغ ادریسی). انتشارات ہمشہری.

۱۵. رزاقی، ہادی. (۱۳۸۷ش). نگرش و ایمان در تربیت دینی. مؤسسہ آموزشی و پژوہشی امام خمینی (رہ).

۱۶. رضایی اصفہانی، محمد علی. (۱۳۸۷ش). تفسیر قرآن مہر. پژوہش ہای تفسیر و علوم قرآن.

۱۷. زارعی توپخانہ، محمد. (۱۳۹۲ش). کنترل غرائز جنسی. پژوہشکدہ باقر العلوم (ع).

۱۸. شاہ عبدالعظیمی، حسین. (۱۳۶۳ش). تفسیر اثنی عشری (چاپ اول). میقات.

۱۹. طاہری، سیاح و جمعی از نویسندگان. (۱۳۹۵ش). حقیقت مجازی. مرکز ملی فضای مجازی.

۲۰. طباطبایی، محمد حسین. (۱۳۹۰ش). المیزان فی تفسیر القرآن (چاپ دوم). مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات.

۲۱. طبرسی، فضل بن حسن. (بی تا). ترجمہ تفسیر مجمع البیان (مترجمان: حسین نوری ہمدانی و دیگران؛ تحقیق: محمد مفتح؛ تصحیح: رضا ستودہ و ہمکاران) (۲۷ جلد). فراہانی.

۲۲. عباس نژاد، محسن. (۱۳۸۴ش). قرآن، روانشناسی و علوم تربیتی. بنیاد پژوہش ہای قرآنی برکات.

۲۳. عباسی ولدی، محسن. (۱۳۹۹ش). من دیگر ما (کتاب ششم) (چاپ دوازدہم). آیین فطرت.

۲۴. فتاحی اردکانی، ہاتفی، محسن و فاطمہ. (۱۳۹۰ش). «راہکارہای گسترش و نہادینہ کردن عفاف». معرفت، ۲۰(۱۶۰)، ۱۱۳-۱۲۶.

۲۵. فجری، علیرضا و محمد مہدی فجری. (۱۳۹۶ش). «راہکارہای صیانت از خانوادہ در برابر آسیب ہای فضای مجازی». اخلاق، ۲۸، ۶۱-۸۳.

۲۶. فکوری، محمد و ہمکاران. (۱۴۰۲ش). «روش اعطای بینش در تربیت از دیدگاہ آیت اللہ مصباح (رہ)». ہمایش بین المللی مطالعات دینی، علوم انسانی و اخلاق زیستی در جہان اسلام، شمارہ ۵۲۷.

۲۷. قائمی، علی. (۱۳۸۰ش). دنیای نوجوانی. اسپند.

۲۸. قرائتی، محسن. (۱۳۸۸ش). تفسیر نور (چاپ اول). مرکز فرہنگی درس ہایی از قرآن.

۲۹. قلعجی، محمد رواس و قنیبی، حامد صادق. (۱۴۰۸ق). معجم لغۃ الفقہاء (چاپ دوم). دار النفائس للطباعۃ و النشر و التوزیع.

۳۰. کلینی، محمد بن یعقوب. (۱۳۶۳ش). الکافی (چاپ پنجم). دار الکتب الإسلامیۃ.

۳۱. کہوند، محمد و سلیمانی آشتیانی، مہدی. (۱۳۹۸ش). فضای مجازی؛ دام ہا و دانہ ہا (چاپ اول). مدیریت مطالعات وپژوہش ہای تبلیغی، ذکری.

۳۲. گل محمدی، احمد. (۱۳۹۶ش). جہانی شدن، فرہنگ، ہویت (چاپ نہم). نشرنی.

۳۳. لیثی واسطی، علی بن محمد. (۱۳۷۶ش). عیون الحکم والمواعظ (للیثی) (چاپ اول). دار الحدیث.

۳۴. مسترحمی، سید عیسی و ہادی بہ، حمیدہ. (۱۳۹۹ش). «بایستہ ہای قرآنی پیام ارسالی در فضای مجازی». قرآن و علم، ۱۴(۲۷)، ۲۷۳-۲۹۶.

۳۵. مقتدایی، نظری، موسوی، لیلا، امیری، مجید و ستارہ، حسین. (۱۳۹۵ش). «جایگاہ و اہمیت تفکر انتقادی از دیدگاہ قرآن وامام علی (ع)». اسلام و علوم اجتماعی، ۸(۱۵)، ۱۳۳-۱۶۷.

۳۶. مکارم شیرازی، ناصر. (۱۳۷۱ش). تفسیر نمونه (چاپ دہم). دار الکتب الإسلامیة.
۳۷. نوری، حسین بن محمد. (۱۴۰۸ق). مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل. مؤسسه آل البیت.
۳۸. ہاشمیان، سلمان. (۱۴۰۰ش). فرزندت را فالو کن (چاپ سوم). مہرستان.
39. https://snn.ir/fa/news
40. https://iminoapp.com
41. https://my.masjed.ir/fa/newsagency

Sources

The Holy Qur’an.
1. Al-Sharīf al-Raḍī, Muḥammad ibn al-Ḥusayn. (1414 AH / 1993 CE). Nahj al-Balāghah (trans. Ṣāliḥ al-Ṣubḥī, 1st ed.). Hijrat Publications.
2. A Group of Authors. (1386 SH / 2007 CE). Parvāz tā Bī-Nihāyat: Khāṭerāt-e Amīr-Khalbān Roḥ al-Dīn Abū Ṭālebī (Flight to Infinity: Memoirs of Pilot Roḥ al-Dīn Abū Ṭālebī). Political-Ideological Organization of the Army.
3. ʿAbbāsī Valadī, Moḥsen. (1399 SH / 2020 CE). Man Dīgar Mā (I Am Another We, Book Six, 12th ed.). Āʾīn-e Fiṭrat Publications.
4. ʿAbbās-Nejād, Moḥsen. (1384 SH / 2005 CE). Qurʾān, Ravān-Shenāsī va ʿUlūm-e Tarbiyatī (Qurʾān, Psychology, and Educational Sciences). Barakāt Qurʾānic Research Foundation.
5. Aḥmad ibn Ḥanbal. (2001 CE). Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal (ed. Shuʿayb al-Arnaʾūṭ, ʿĀdil Murshid et al., 1st ed.). Muʾassasat al-Risālah.
6. Aḥmadī Miyānjī, ʿAlī, & Farajī, Moḥsen. (1384 SH / 2005 CE). Makātīb al-Aʾimmah (Letters of the Imams, 7 vols.). Dār al-Ḥadīth Cultural and Scientific Institute.
7. Al-Kulaynī, Muḥammad ibn Yaʿqūb. (1363 SH / 1984 CE). Al-Kāfī (5th ed.). Dār al-Kutub al-Islāmiyyah.
8. Al-Laythī al-Wāsiṭī, ʿAlī ibn Muḥammad. (1376 SH / 1997 CE). ʿUyūn al-Ḥikam wa al-Mawāʿiẓ (Fountains of Wisdom and Admonitions, 1st ed.). Dār al-Ḥadīth.
9. Al-Nūrī, Ḥusayn ibn Muḥammad. (1408 AH / 1988 CE). Mustadrak al-Wasāʾil wa Mustanbaṭ al-Masāʾil (Supplement to al-Wasāʾil and Derived Issues). Āl al-Bayt Institute.
10. Al-Ṭabrisī, Faḍl ibn Ḥasan. (n.d.). Majmaʿ al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān (Persian translation by Ḥossein Nūrī Hamadānī et al.; ed. Moḥammad Moftaḥ; rev. Reżā Sotūdeh et al., 27 vols.). Farāhānī Publications.
11. Al-Tamīmī al-Āmidī, ʿAlī ibn Muḥammad. (1366 SH / 1987 CE). Taṣnīf Ghurar al-Ḥikam wa Durar al-Kalim (Compilation of the Pearls

of Wisdom and Words of Eloquence, ed. Moḥammad Derāyatī). Daftar Tablīghāt Islāmī.

12. Amīnī, Ebrāhīm. (1387 SH / 2008 CE). Islām va Taʿlīm va Tarbiyat (Islam and Education, 4th ed.). Būstān-e Kitāb.
13. Bāqerī, Ḥossein. (1376 SH / 1997 CE). Negāhī Dūbareh be Tarbiyat-e Eslāmī (A New Perspective on Islamic Education). Madraseh Publications.
14. Delshād Tehrānī, Moḥammad. (1393 SH / 2014 CE). Seyrī dar Tarbiyat-e Eslāmī (A Study of Islamic Education, 15th ed.). Daryā Publications.
15. Di Gaetano, Gloria. (1393 SH / 2014 CE). Farzand-Parvarī dar ʿAṣr-e Rasāneh (Parenting in the Age of Media, trans. Moḥammad-Reżā Rostamī & Forūgh Edrīsī). Hamshahrī Publications.
16. Fajrī, ʿAlīrezā & Moḥammad-Mahdī Fajrī. (1396 SH / 2017 CE). “Protecting Families Against Cyber Threats.” Akhlaq (Ethics), 28, 61–83.
17. Fakūrī, Moḥammad, et al. (1402 SH / 2023 CE). “The Method of Insight Transmission in Education According to Āyatollāh Meṣbāḥ.” International Conference on Religious Studies, Human Sciences, and Bioethics in the Islamic World, Paper No. 527.
18. Fattāḥī Ardakānī, Hātefī, Moḥsen, & Fāṭemeh. (1390 SH / 2011 CE). “Strategies for Promoting and Institutionalizing Modesty.” Maʿrifat, 20(160), 113–126.
19. Golmoḥammadī, Aḥmad. (1396 SH / 2017 CE). Jahānī-Shodan, Farhang, Hovīyat (Globalization, Culture, and Identity, 9th ed.). Nashr-e Ney.
20. Ḥājī, Ḥamzeh. (1394 SH / 2015 CE). “Qurʾānic Culture Building Regarding the Prevention of Sexual Deviations.” Ethical Studies, 6(2), 49–66.
21. Hāšemīān, Salmān. (1400 SH / 2021 CE). Farzandat rā Fālo Kon (Follow Your Child, 3rd ed.). Mehristān Publications.
22. Ibn Bābawayh, Muḥammad ibn ʿAlī. (1362 SH / 1983 CE). Al-Khiṣāl (The Book of Traits, 1st ed.). Jāmiʿat al-Mudarrisīn.
23. Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. (1414 AH / 1993 CE). Lisān al-ʿArab (The Tongue of the Arabs, 3rd ed.). Dār Ṣādir.
24. Javādpūr, Gholām. (1389 SH / 2010 CE). “Epistemic Evaluation in the Holy Qurʾān.” Zehn (Mind), 44, 153–187.
25. Kahvand, Moḥammad, & Soleymānī Āshtiyānī, Mahdī. (1398 SH / 2019 CE). Fażā-ye Majāzī: Dām-hā va Dāneh-hā (Cyberspace: Traps

and Opportunities, 1st ed.). Management of Propagation Studies and Research, Zekrī Publications.
26. Khoršīdī et al. (1390 SH / 2011 CE). Mahārat-hā-ye Zendegī (Life Skills). Yestroun Publications.
27. Makārem Shīrāzī, Nāṣer. (1371 SH / 1992 CE). Tafsīr-e Nemūneh (Sample Commentary, 10th ed.). Dār al-Kutub al-Islāmiyyah.
28. Mestarḥamī, Seyyed ʿĪsā, & Hādībeh, Ḥamīdeh. (1399 SH / 2020 CE). "Qurʾānic Requirements of Ethical Messaging in Cyberspace." Qurʾān and Science, 14(27), 273–296.
29. Moqtadāʾī, Nazari; Mūsavī, Leilā; Amīrī, Majīd; & Setāreh, Ḥossein. (1395 SH / 2016 CE). "The Position and Importance of Critical Thinking in the Qurʾān and the Thought of Imam ʿAlī (a)." Islam and Social Sciences, 8(15), 133–167.
30. Qāʾemī, ʿAlī. (1380 SH / 2001 CE). Doniyā-ye Nowjavānī (The World of Adolescence). Espand Publications.
31. Qalʿajī, Moḥammad Rawwās, & Qunībī, Ḥāmid Ṣādiq. (1408 AH / 1988 CE). Muʿjam Lughat al-Fuqahāʾ (Dictionary of Juridical Terminology, 2nd ed.). Dār al-Nafāʾis li al-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ.
32. Qarāʾetī, Moḥsen. (1388 SH / 2009 CE). Tafsīr-e Nūr (The Light Commentary, 1st ed.). Markaz-e Farhangī Dars-hā-ye Az Qurʾān.
33. Razāqī, Hādī. (1387 SH / 2008 CE). Negarash va Īmān dar Tarbiyat-e Dīnī (Belief and Attitude in Religious Education). Imām Khomeinī Educational and Research Institute.
34. Reżāʾī Eṣfahānī, Moḥammad ʿAlī. (1387 SH / 2008 CE). Tafsīr-e Qurʾān-e Mehr (Exegesis of the Qurʾān of Love). Qurʾānic Interpretation and Sciences Research Center.
35. Shāh-ʿAbd al-ʿAẓīmī, Ḥossein. (1363 SH / 1984 CE). Tafsīr-e Eṯnā-ʿAsharī (Twelver Exegesis, 1st ed.). Meqāt Publications.
36. Ṭabāṭabāʾī, Moḥammad Ḥossein. (1390 SH / 2011 CE). Al-Mīzān fī Tafsīr al-Qurʾān (2nd ed.). Muʾassasat al-Aʿlamī li al-Maṭbūʿāt.
37. Ṭāherī Sayyāḥ & A Group of Authors. (1395 SH / 2016 CE). Ḥaqīqat-e Majāzī (Virtual Reality). National Center for Cyberspace.
38. Zāreʿī Tūpkhāneh, Moḥammad. (1392 SH / 2013 CE). Kontrol-e Gharāʾez-e Jensī (Controlling Sexual Instincts). Bāqer al-ʿUlūm Research Institute.
39. https://iminoapp.com
40. https://my.masjed.ir/fa/newsagency
41. https://snn.ir/fa/news